

# مسائلِ اربعہ

افضل کے بعد نما، جہاں پر سچ  
مذہب کی نماز میں فرق، نیچے سناڑ چٹھا،

## غیر متقلدین علماء کی نظر میں

حسب ارشاد  
محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب مدظلہ العالی

مؤلف  
پیر حنیف سید مشتاق علی شاہ

ناشر  
مکتبہ فاروقیہ، گوبند گڑھ گوجرانوالہ

وسلم انه قال ما من عبد يسقط فيه في دبره كل صلاة  
ثم يقول اللهم اني والته ابراهيم واسحق ويعقوب والته  
جبريل وميكائيل واسرافيل اسئلك ان تستجيب دعوتي فاقب  
مضطرب وتصلي في دبري فاني مبتلي وتعالى برحمتك فاني  
مذنب وتغفر لي هذا الفقر فاني متمسك الاتكان خفا على الله  
عز وجل ان لا يدريه خائبتين .

دعوت؟ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے فرمایا کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلانے، پھر کہے  
اللهم انی والہ ابراہیم .. الخ تو اللہ تعالیٰ اس کے دونوں ہاتھوں کو نماز میں بھیجتا ہے،  
اس حدیث سے ثابت ہوا کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا نکتہ  
ہے۔ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی عبد العزیز بن عبد الرحمن اگر مسلمین  
ہے جیسا کہ میزان الاعتدال وغیرہ میں مذکور ہے لیکن اس کا تسلیم نہ ہوتا ثبوت  
جواز و استحباب کے منافی نہیں کیونکہ حدیث ضعیف سے جو موضوع نہ ہو  
استحباب و جواز ثابت ہوتا ہے۔ قال فی فتح القدیر فی المحسنات  
والاستحباب ثبت بالضعیف غیر الموضوع۔ استثنیٰ۔ تفسیر ابن کثیر  
میں ہے، قال ابن ابی حاتم حدثننا ابی، حدثننا ابو معمر المتحری  
اور کہے، اسے میرے خدا اور ابراہیم، اسحق، یعقوب کے خدا اور جبریل اور  
میکائیل اور اسرافیل کے خدا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، تو میری دعا کو قبول  
فرما، میں بے قرار ہوں تو میرے دین کو محفوظ رکھ، میں مبتلا ہوں، مجھے اپنی رحمت میں سے  
لے کر نکال دے، میں کہتا ہوں تو اللہ پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں  
کو نالی نہ ٹوٹے۔ لہ ضعیف حدیث سے استحباب ثابت ہوا ہے۔

## مسئلہ ۱ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا

آج کا غیر مسلمین نے یہ مسئلہ شرعی کیا جو اسے کہ فرض نماز کے بعد دعا  
مانگنا ثابت نہیں ہے۔ حالانکہ خود غیر مسلمین کے شیخ النکل فی النکل حضرت مولانا  
سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی المتوفی ۱۳۶۲ھ فرضوں کے بعد دعا مانگنے کے  
قائل تھے۔ ہم یہاں پر ان کے چار فتوے فتاویٰ نذیریہ میں سے بعض نقل کرتے  
ہیں۔ سید محمد نذیر حسین دہلوی کے علاوہ محمد عبدالسلام، محمد ابوالحسن، حنیف اللہ  
سید شریف حسین، محمد عبدالرزاق، سید احمد حسن وغیرہ بھی نذیر حسین کیساتھ ہیں۔

## فتویٰ نمبر ۱

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعد فرض نماز کے ہاتھ  
اٹھا کر دعا مانگنا درست ہے یا نہیں؟ بینا تو جوا۔  
الجواب: ہاتھ اٹھا کر بعد نماز فرض کے دعا مانگنا درست ہے، کتاب  
عمل الایم والیلہ لابن السنی میں ہے:

حدثني احمد بن الحسن حدثنا ابو معمر يعقوب بن

خالد بن يزيد الباسي حدثنا عبد العزيز بن عبد الرحمن بن

القرشي عن حصيف عن انس بن النسي عن النبي صلى الله عليه

له رسول الله صلى الله عليه وسلم انه فرأى احدى برنماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیلانے

حدیثی عبد الوارث حدثنا علی بن زید عن سعید بن الیسیب عن  
ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رقع یدہ جیداً مسلماً  
وهو مستقبل القبلة فقال اللہم خلص الولید بن الولید وحیاش بن  
ابی ریحۃ وسلمۃ بن ہشام وضعفۃ المسلمین الذین لا یتطیعون  
حیلۃ ولا یتهدون سبیلان ایدی انکار ذکرہ الحافظ ابن کثیر  
فی تفسیر ایتۃ الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان  
لا یتطیعون حیلۃ ولا یتهدون سبیلان یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ  
عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یدہ سلام پھیرنے کے  
اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور آپ قبلہ رو تھے پس کہا اللہم خلص الولید بن  
الولید... الخ۔

اس حدیث کے راویوں میں علی بن زید ہے جس کو حافظ ابن حجر نے تقریب  
میں ضعیف کہا ہے، لیکن اس کا ضعیف ہونا ثبوت حجاز و استنباب کے بنانی  
نہیں ہے۔ کما مؤلف مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے: عن الامود بن  
عامر عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
الفجر فلما سلما انصرف و رقع یدہ وہو دعا للحدیث۔ یعنی عامر  
رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فجر کی  
نماز پڑھی، پس جب آپ نے سلام پھیرا تو قبلیہ کی طرف سے منصرف ہونے  
لے حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرنے کے  
بعد قبلہ رخ بیٹھ کر اپنے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ ولید بن ولید اور عیاش  
بن ربیعہ اور ابن ہشام اور کنوثر سلمانوں کو نجات دے جو کسی حیلہ کی طاقت نہیں رکھتے  
اور کفار کے ہاتھ سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتے۔

اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا کی۔

ان احادیث سے بعد نماز فرض کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا قرآن و فقہ اسلمت  
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ حررہ الحاج محمد بن الدین عقی حنفی۔

سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ نذیریہ ۵۶۵  
۱۲

## فتویٰ نمبر ۲

سوال: نماز فرض کے بعد دعا کے لیے رفع الیدین ہے یا نہیں؟  
بیتنا تو جبروا۔

الجواب: رفع الیدین بعد نماز فرض بعض اماموں کی حنفیہ سے ثابت  
ہے۔ عن افس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من عبد بسلط  
کنیہ دبر کل صلوة یقول اللہم الہی والہ ابراہیم۔ الحدیث  
رواہ ابن السنی فی کتابہ عمل الیوم واللیلۃ۔

وعن الامود والعامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم الفجر۔ فلما سلما انصرف و رقع یدہ وہو دعا  
الحدیث۔ رواہ ابو یوسف بن ابی شیبہ فی مصنفہ۔

حررہ عبد الرحیم عقی حنفی۔

سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ نذیریہ ۵۶۵  
۱۲

## فتویٰ نمبر ۳

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کو  
لے قولہ: فیض احادیث ضعیفہ..... الخ۔ اقول: بعض احادیث  
مجہول ہیں جن کا ذکر آگے کے ۱۲۰۱۱۔ (اوپر صفحہ ۴ پر مذکور ہے)۔

بعد نمازِ افرائض کے ہاتھ اٹھانے کے دُعا مانگنا درست ہے یا بدعت؟ فرید کہتا ہے کہ بعد نمازِ افرائض کے ہاتھ اٹھانے کو دعا مانگنا بدعت ہے۔۔۔ بیذا تو عموماً الجواب ہے صاحبِ فہم پر مبنی ضرر ہے کہ بعد نمازِ افرائض کے ہاتھ اٹھانے کے دُعا مانگنا جائز و مستحب ہے اور نہ مغلط ہے :

عَنْ اِبْنِ اَبِي شَيْبَةَ عَنْ النُّجَيْمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتَطِيعُ كَتْمَهُ فِي دِرْكِ كُلِّ صَلَاةٍ ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ اِنِّى وَالِدُ جَبْرِائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَاسْرَافِيلَ اسْأَلُكَ اَنْ تَسْتَجِيبَ دَعْوَتِى فَاَنْى مَضْطَرٌّ وَتَصْنَعْنِى فِى دِيْنِى فَاَنْى مُبْتَلى وَتَاْتِى بِرَحْمَتِكَ فَاَنْى مُذْنِبٌ وَتَقْبَلْ عَنِّى الْفَقْرَ فَاَنْى مُتَمَسِكٌ اَلَا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ لَا يَرُدَّ يَدِيَّهَ خَالِئَتَيْنِ . رواه الحافظ ابوكبير بن السَّيِّ

عن الاسود العامري عن ابيه قال صليت مع النبي صلى الله عليه وسلم الفجر فلما سلموا خرف ورفع يديه ودعا... الخ - رواه  
الفاظ ابو بكر بن ابى شيبة في مصنفه - اور حافظ جلال الدين نے اپنی  
لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی نماز کے بعد اپنے ہاتھ پھیل کر کہے اسے میرے  
اور جبریل اور میکائیل اور اسرافیل کے خاص میں سے ہے سوال کرتا ہوں کہ تو میری دعا قبول  
فرما میں نے قرآن میں یہ دعویٰ کو محفوظ رکھوں منتوں میں جتنا جوں مجھے اپنی رحمت  
میں سے لے لیں گناہ گاروں، میرے فقر کو دور کر دے، میں سبکین ہوں، اور اللہ تعالیٰ  
پر حق ہے کہ اس کے ہاتھوں کو نہ دلوں گے - مع اسکی سند میں عبد الرحمن بن عبد الرحمن  
حرفی خیف ہے ۱۰۱ (۱۰۱) ابو جعفر شرف الدین نے اسود دعا ہی کے باب کہتے ہیں کہ  
میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسج کی نماز پڑھی - جب آپ نے سلام  
پیدا، توبہ ہماری طرف کیا، اپنے ہاتھ اٹھائے اور دعا مانگی - ۱۳

کفر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کجب سوال کرو اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرو بطون  
کف اپنے کے ساتھ، اور نہ سوال کرو اس سے ساتھ لہو رکف اپنے کے، عن  
ماث بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سألکم اللہ  
فاستلوا ببطونکم ولا تستلوا بظہورکم وانی رواہ ابن عباس قال  
سلوا اللہ ببطونکم ولا تستلوا بظہورکم فاذا فرغتم فامسحوا  
بینہما وجمہد علیہ رواہ ابو داؤد۔ اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم جب ہاتھ و دعا میں اٹھاتے تو نہیں پھوڑتے تھے یہاں تک کہ  
مسح کرتے اپنے منہ کو، عن عمر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
وسلم اذا رفع یدہ فی الدعاء لم یحطہما حتی یمسح بہما رجھتہ  
رواہ الترمذی اور نیز مشکوٰۃ کے معانی میں ہے کفر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے کہ جب بندہ ہاتھ اٹھا کے دعا کرتا ہے تو اللہ شرم کرتا ہے کہ اس کے ہاتھ ان

پتہ باہر سے گزرتے، رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سلوا  
اللہ ببطونکم لا تستلوا بظہورکم۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجاۃ  
رجال الصبیح غین حمار بن خالد الواسعی وہو ثقتہ مجمع الزوائد ۱/۲۳۳،  
نزل السامال ۱/۲۲۰، فضی اللہ ماہ ۱/۲۲۰، وروی ابن عباس وصی اللہ عنہما، روایا  
عبد ابن ماجہ اذا دعوت اللہ فادح ببطونک کفائتہ... الخ۔ حاصل اس حدیث کا  
یہ ہے کہ آپ نے فرمایا، جو کئی نماز کے بعد یعنی غسل نماز کے بعد دعا مانگا اور جب دعا مانگو  
تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو، و ہر الدعوی  
واللہ اعلم۔ البصید محمد شرف الدین صبح فتاویٰ ہذا۔

ابن ماجہ، عن سیدہ شعیب وخریجہ ایضا الطبرانی فی الکبیر الخ اللہ فی المبتدئ  
عن ابن عباس مرفوعا کفر اللہ تعالیٰ، وایسویہ محدثہ فی الدین، عنہ اخریہ ایضا لما کم  
فی المبتدئ، ورواہ وقال الترمذی صحیح عربی، کان فی الخ، وایسویہ محدثہ فی الدین

پھر دے۔ عن سلمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان  
ربکم حی کریم یدینعی عن عبدہ اذا رفع یدہ ان یرد ہما حضرا۔  
رواہ الترمذی وایسویہ وایسویہ فی الدعوات الکبیر۔

علاوہ اس کے دعائیں ہاتھ اٹھانا شریعت میں قبلت سے بھی ثابت ہے۔  
چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ہاتھ باہر کو پھیر چکے،  
پھر جب کہ شمس کے پاس پہنچے تو قبلہ کی طرف منہ پھیر کر ہاتھ اٹھا کے دعا کی، امام  
نوری صاحب عبد اللہ بن عربی عن العاصمی کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: لہذا  
حدیث مشتمل علی کثیر من الفوائد ومنها استحباب رفع الیدین فی  
الدعاء انتہی۔ اور اب الخروس کے معنی میں ہے: یحتمل حکمۃ عن عائشۃ  
انہ سمعہا تنہا انہا رأت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یدعو رافعا  
یدہ یدہ یقول اللہم انما انا بشر فلا تقبلی ایما رجل من المومنین اذ دعا۔  
وعن ابی ہریرۃ قال قدم الطفیل بن عمرو الدوسی علی رسول اللہ

لہ یہ حدیث بہت سے فوائد پر مشتمل ہے اس سے دعائیں ہاتھ اٹھانے کا استحباب مسلم ہے۔  
کہ حضرت عائشہؓ نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے دیکھا آپ  
کہہ رہے تھے اے اللہ میں بھی ایک آدمی ہوں اگر میں نے کسی مومن کو کوئی تکلیف دی ہو یا  
کوئی سختی لگائی کی ہو تو مجھے صاف کر دینا۔ سلمہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے پاس آئے تو کہنا اے اللہ کے رسول! دوس نے نافرمانی کی اور دین حق کا انکار کیا، آپ ان پر  
بڑے عاری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف توجہ ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھائے تو ان کے ہاتھ  
آپ ان پر دعا کرنے لگے آپ نے فرمایا اے اللہ تو ان کو ہدایت دے اور ان کو سیکس پاس لا۔ مع اخریہ ایضا  
احمد ابن ماجہ، ابن حبان فی صحیحہ وایسویہ وقال صحیح علی شرط الشیخین  
الترغیب والترہیب وکنز العمال للامام سعید محمد شرف الدین

صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انت دوسا عصت دابست  
فادع اللہ علیہا فاستقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم القبلة ورفع  
يديه فظن الناس انه يدع عليهم فقال اللهم اهد دوسا وائت  
بهم۔ پس ان احادیث سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھا  
کے دعا مانگتے تھے اور دعا میں ہاتھ اٹھانا سنون طریقہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔  
حررہ محمد عبدالغفور عثمانی -

سید محمد زکریا حسین

سید محمد زکریا حسین

سید محمد زکریا حسین

فتاویٰ تدریجہ ۵۶۹

## فتویٰ نمبر ۲

مسئلہ : چرمی فرایتہ علمائے دین و فقہان شرع متین اندر میں مسئلہ کو رفع یدین  
در دعائے کفر اور اے نماز کردہ می شود چنانکہ رسول اللہ و یا راست از احادیث  
قولیہ یاخیلیہ ثابت است یا نہ ہر چند کہ فقہاء اہل راستی کو فرایتہ دعا و ارشاد و طریق  
رفع یدین در دعائیں وارد اند لیکن در خصوص ہم حدیث وارد است یا نہ۔ بینوا  
ترجمہ و -

قول المصوب : دریں خصوص نیز حدیثی وارد است چنانچہ حافظ ابوبکر احمد  
بن اسحق بن اسنی در کتاب تلخیص الیوم والایام فرماید۔ حدیثی احمد  
لہ کی فرماتے ہیں علمائے دین کو فرمن نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جیسا کہ اس واقعہ  
کے بخاری کا دستور ہے کسی حدیث قولی یا فعلی سے ثابت ہے یا نہیں؟ اگرچہ فقہاء  
اس کو مستحسن سمجھتے ہیں اور دعائیں ہاتھ اٹھانے کے متعلق بھی احادیث میں آیا ہے  
لیکن خصوصاً اس دعا کے متعلق ہی کوئی حدیث نہیں ہے یا نہیں؟

لہ اس خصوص دعا کے بارے میں بھی حدیث ہے۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ  
ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔

بن الحسن حدیثنا ابو اسحق یعقوب بن خالد بن یزید ابانسی حدیثنا  
عبد العزیز بن عبد الرحمن اللخثی عن خصف عن اخر عن النبی  
صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ما من عبد بسط کتفیه فی دبر کل  
صلوة ثم یقول اللهم انی والہ ابیہیم واسئلو و یعقوب والہ  
جبریل ومیکائیل واسرافیل اسئلتک ان تستجیب دعوتی فانی  
مضطرب وقصصتی فی حینی فانی بائس وانی برحمتک فاف  
مذنب وتنشئ عنی الفقر فانی متمسک بالاحکام حقاً علی اللہ عز و  
جل ان لا یوح ید یدہ خائبین۔ اگر گفتمے شود کہ دو سند اس روایت عبد العزیز  
بن عبد الرحمن است، و ان حکم فیہ است۔ چنانچہ در میزان الاعتدال وغیرہ مروج  
است گفتہ فرماید کہ حدیث ضعیف بل کے اثبات استحباب کافی است چنانچہ  
ابن ہمام در فتح القدر در کتاب الجنائز فرماید۔ والاحتجاب یشج  
بقراءتہ بطورہ۔ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو آدمی ہر نماز کے بعد اپنے  
ہاتھ پھیلا کر یہ دعا کرے اسے میرے اولاد میں سے سمجھاؤ اسے دعا و یعقوب کے خدا، اسے جبریل و میکائیل  
اسرافیل کے خدا میں اپنی دعا کی قبولیت کا تجربہ سے حال کرتا ہوں میں یقیناً ہوں میں مبتلا  
ہوں، میرے دین کو محفوظ رکھ میں گناہ نگاہوں مجھے اپنی رحمت سے دعا ہے میں  
سکین ہوں، میرا فقر دور کر دے تو اللہ حق ہے کہ اس کو خالی ہاتھ نہ دے۔

اگر اس حدیث پر اعتراض کیا جائے کہ اس سند میں عبد العزیز بن عبد الرحمن مضطرب  
ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ احتجاب کے ثبوت کے یہ ضعیف حدیث بھی کافی ہے چنانچہ ابن ہمام نے  
فتح القدر کتاب الجنائز میں اس فقرہ کے بعد اسود عامری اپنے باپ کی روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چرمی سے سجود کیا اور میں نے ہمارے طرف کیا اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا  
مانگی تو علم ہوا کہ فرمنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا آخرت میں بھی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے واللہ اعلم

بالضعیف غیر الموضوع - واللہ اعلم -

حررہ الرایعہ غفرلہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تاجاؤز اللہ

عن ذنبہ الجلی والخلی -

سید محمد نذیر حسین ابوالحسنات محمد عبدالحی

الجواب صحیح والرای فحیح - ومؤیدہ مارواہ ابو بکر بن ابی شیبہ

فی المصنف عن الاسود الثمری عن ابیہ قال صلیت مع رسولی اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم الفجر فلما انصرف رفع یدیه ودعا الخدیث

ثبت بعد الطلوع المفروق فی الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء

واسوۃ الاتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم کما لا یشقی علی السماء الذکیاء -

حررہ الشدید شریف حسین عفا اللہ عنہ فی الدارین

سید شرفین حسین سید محمد نذیر حسین

سید احمد حسن

فناؤی نذیر میر ۱۳۰۵

## مسئلہ نمبر ۲، جوابوں پر مسیح کرنا

موجودہ دور کے غیر متقدمین کامل اور فتویٰ یہ ہے کہ برہمن کی جوابوں پر مسیح کرنا جائز ہے۔ حالانکہ بات ذکر کان سے ثابت ہے اور نہ ہی کسی مسیح پر مسیح اور فرعون حدیث سے۔ بلکہ خود لانا سید نذیر حسین دہلوی غیر مقلد کا فتویٰ بھی موجودہ غیر متقدمین کے خلاف ہے۔ ہم یہاں پر فتاویٰ نذیر میر سے وہ فتویٰ نقل کرتے ہیں۔ یہ فتویٰ اصل عربی زبان میں ہے اور فتویٰ کے نیچے اس کا اردو ترجمہ بھی کیا ہوا ہے۔ یہاں پر صرف اردو ترجمہ پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا فطرت میں ملنے والے کو ادنیٰ یا ساقی جرابوں پر مسیح جائز ہے یا نہیں؟

یہ تو مسلم ہے کہ جرابوں پر مسیح کرنے کی حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی نے جو اس

کو صحیح کہا ہے محدثین نے اسے قبول نہیں کیا اور اگر موزوں کے مسیح پر اس کو علت

مشترکہ کی بنا پر قیاس کیا جائے تو اس سے فرض غسل جو قرآن سے ثابت ہے ساقی

پر جائے لگایا نہیں؟ اور اگر نہ جراب کے لیے مونا ہونے اور پانی کے لغو نہ ہونے

کی قید لگائی ہے، تو کیا اس سے زیادہ کسی اور علت کا بھی اعتقاد ہو سکتا ہے یا

نہیں؟ پاؤں کا دھونا فرض ہے اور نہ کہ پر مسیح رخصت ہے۔ کیا رخصت

شرعہ شائع کے بیان پر موقوف ہے یا نہیں؟ جواب غسل عذات فرمائیں۔

الجواب: مذکورہ جرابوں پر مسیح جائز نہیں ہے، کیونکہ اس کی کوئی صحیح دلیل

نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات

ہیں۔ استدلال تین چیزوں سے کیا گیا ہے۔ حدیث مرفوعہ، فعل صحابہ اور قیاس۔

حدیث مرفوعہ وہ ہے جس کو ترمذی نے مفہوم بن شبر سے روایت کیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونا کیا اور جراب اور جوتے پر مسیح کیا۔ ترمذی نے اس

حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس کے

استدلال صحیح نہیں ہے۔ عبدالرحمن بن ہمدی یہ حدیث روایت نہیں کیا کرتے تھے

کیونکہ مفہوم شبر سے روایت روایت موندے پر مسیح کرنے کی ہے۔ ابو موسیٰ اشعری نے

بھی جراب پر مسیح کرنے کی روایت نقل کی ہے لیکن اس کی سند متصل نہیں۔ امام مسلم

نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ مفہوم بن شبر سے جتنے لوگوں نے اس حدیث

کو روایت کیا ہے انہوں نے موندے پر مسیح بیان کیا ہے۔ صرف تیس اودی اور

بذیل بن شریحیل نے جراب کا لفظ بیان کیا ہے لیکن یہ دوسرے راویوں کا مقابلہ

نہیں کر سکتے۔ عبدالرحمن بن ہمدی نے سفیان ثوری سے کہا کہ اگر آپ مجھے ابویں

عن ہذیل کی حدیث سنائیں تو میں اس کو آپ سے قبول نہیں کروں گا۔ سفیان نے کہا وہ حدیث واقعی ضعیف ہے۔ علی بن مرثی نے کہا حضرت میثوق کی حدیث کو مدینہ کو فراء اور ہرو دونوں نے روایت کیا ہے۔ سب موزہ کا ذکر کرتے ہیں صرف ابو قیس جراب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ معنی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اس کو سفیان ثوری اور عبد الرحمن بن حمدی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابن دقیق العید نے اس کی تصحیح پر اکتفا کیا ہے اور کہا ہے کہ ابو قیس کی روایت دوسرے کے مخالف نہیں ہے کیونکہ وہ تو ایک امر زائد بیان کر رہے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس روایت کے یہ الفاظ ہوتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر اور جرابوں اور جوتی پر مسح کیا تو ایک امر زائد تھا۔ لیکن اس نے موزوں کے بجائے جراب اور جوتی کا ذکر کیا ہے تو یہ امر زائد نہیں ہے بلکہ ثقالت کی مخالفت ہے۔ باقی رہا ترجمہ کا اس کو حسن صحیح کہنا تو امام نووی نے کہا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تصنیف کی ہے ان میں سے ہر ایک ظالم تہذیبی سے مقدم ہے اور پھر یہ اصول بھی ہے کہ جرح تبدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ لفظ جراب بے لطف لغوی ہے۔ موزوں کے اوپر جو لٹا کر پہنا جاتا ہے اس کو جرموت کہتے ہیں اور جرموت پر چڑھنا جاتا ہے اس کو جراب کہتے ہیں تو ممکن ہے جراب سے چڑھے کا وہ لٹا فراء ہر جرموت پر پہنا جاتا ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل تو ہماری ہوگی نہ کہ تمہاری اور پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ جراب پر مسح کرنے والوں کا مقصد تو یہ ہے کہ صرف جراب پر مسح کرنا جائز ہے حالانکہ اس حدیث میں جراب اور جوتی پر مسح کا ذکر ہے یعنی جراب کے اوپر جوتی

پہنے جانے کا پتہ نہ ملتا ہے۔ صرف جواب پر مسح نہیں کیا۔

یہاں ایک اور عندیہ بھی ہے کہ جراب سوتی بھی ہوتی ہے اور اونی بھی، سوتی بھی اور باریک بھی اور وہ بھی جس کے نیچے چڑھا لٹا ہوتا ہے تو جب تک کسی خاص لفظ سے پتہ نہ چلے کہ وہ جراب جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا وہ چڑھے والی تھی تب تک مقصود جو وزن ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ چڑھے والی جراب تو موزہ ہی کے حکم میں ہے اگر کہا جائے کہ وہ دوسری جراب کا بھی احتمال تو ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں جب مراحات نہیں ہے تو نفس مطمئن نہیں ہو سکتا اور حضور نے فرمایا ہے: "شک والی چیز کو ترک کر دو"۔

باقی رہا صحابہ کرام کا عمل تو ان سے مسح جراب ثابت ہے اور تیرہ صحابہ کرام کے نام نامی مراحات سے معلوم ہیں کہ وہ جراب پر مسح کیا کرتے تھے، یعنی حضرت علی، عمارہ ابو مسعود انصاری، انس، ابن عمر، بارہ بن عازب، حضرت بلال، عبداللہ بن ابی اوائی، سہل بن سعد، ابوامامہ، عمرو بن حریث، عمرو بن جاسم، اگر حدیث مرفوعہ کے بجائے اس کے عمل سے استدلال کیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے لیکن ان کے عمل میں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ فعل ایک ایسا کام ہے جس میں اجتہاد کو دخل ہے اور جس میں اجتہاد کو دخل ہو صحابی کا وہ فعل مرفوع حکمی نہیں کہلا سکتا۔

باقی رہا قیاس کا مسئلہ کہ جب موزہ پر مسح جائز ہے تو قیاساً جراب پر بھی جائز ہونا چاہیے کیونکہ ان دونوں میں کوئی فرق مؤثر نہیں ہے۔ اس پر شبہ یہ ہے کہ اگر مسح موزہ کی کوئی علت مخصوص ہوتی، تو اس علت کی بنا پر جراب کے مسح کا اس پر قیاس کر لیا جاتا لیکن یہاں کوئی علت متصور نہیں ہے ممکن ہے ہم کوئی اور علت سمجھیں اور حقیقت میں کوئی اور ہو۔ اگر سوال کیا جائے کہ صحابہ کی



شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں  
تو آخر کسی دلیل کی بنیاد پر ہی معافی نہ ملے گی۔ اگرچہ وہ ہم کو معلوم  
نہیں تو ہم بھی اسی وجہ سے معاف نہیں گے۔  
اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صحابہؓ سے کوئی نقل دلیل ہے تو وہ کہاں ہے  
کیسی ہے؟ جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے ہم قرآن اور تراجم حدیث کے  
مضمون کو کیوں چھوڑیں اور اگر صحابہؓ کے نقل سے استدلال کیا جائے تو  
اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں اجتہاد کو دخل ہے اور پھر یہ بھی تو  
معلوم نہیں کہ صحابہؓ کون سی جراب پر مس کیا کرتے تھے؟ جب تک ان تمام  
باتوں کی وضاحت نہ ہو جائے ہم کتاب اللہ کے مضمون کو کیسے چھوڑ سکتے  
ہیں؟ واللہ اعلم

سید محمد نذیر حسین

نادی نذیرہ ۳۳۳ تا ۳۳۴

## مسئلہ نمبر ۳ مرد، عورت کی نماز میں فرق

غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔ وہ یہ  
بات نہ قرآن سے ثابت کر سکتے ہیں اور نہ کسی صحیح، صریح، مرفوع حدیث سے،  
صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ ہم اس مسئلہ کی تفصیل مجموعہ رسائل مبداء اقل حضرت  
مولانا محمد امین اذکار دہلوی میں کر دی ہے۔ غیر مقلدین کے مشہور عالم دین حضرت مولانا  
داؤد غفر لہی کے والد گرامی حضرت مولانا عبد الباقی غفر لہی کا ایک فتویٰ فتاویٰ علماء  
حدیث سے بغیر نقل کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس  
مسئلہ کی میں مرد اور عورت کی نماز میں فرق ہے۔ اور خود غیر مقلدین بھی اس  
کو تسلیم کرتے ہیں۔

مسوالی: عورتوں کو نماز میں الفناء کرنا چاہیے یا نہ؟ بیٹو اتو پڑھا۔  
الجواب وهو الموفق للصواب: بیٹو اؤ اپنے سر ایل میں اور یہی  
سنن کبریٰ میں زید بن ابی حبیب سے مرسل روایت کرتے ہیں: ان رسول  
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امر ائین قصلیان فقال اذا سجدت فما  
ضمنا بجن اللحد الى الارض وان المرأة لیست فی ذلک کالرجل  
واخرج الیہ یتقی مرفوعا اذا سجدت المرأة الصقت بطنها فخذها  
کاستروما یكون لہا لہ اور اسی پر تعامل، بل سنت مذہب اربعہ وغیرہ سے  
چلا آیا ہے۔

حافظ ابن قیمؒ زاد المعاد میں لکھتے ہیں: ولہذا اشرح فی حق الاثلاث  
من الست والفرع والارشع مثله لذكور فی اللہام وارضاء الذیل  
شبرا واكثر وجمع نفسہا فی الرجوع والسجود ورون الغلاف۔  
شرح وقایہ و ہدایہ وغیرہ کتب غنیہ میں لکھا ہے: والمرأة تتحفص فی  
السجود وتلتقی بطنها بفخذہا۔ ابن ابی زید مائتہ نے اپنے کلام  
میں جو مذہب امام مالکؒ میں متون بہتر سے ہے لکھتے ہیں: وہی (ای المرأة)  
لا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں  
تو اپنے نے فرمایا جیتے مجھ کو تو مسے کو مجھ کو نہ کر عورت اس فعل میں آدمی کی  
طرح پر نہیں ہے اور یہی نے فرمایا میان کیا ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے  
پیش کو اپنی ٹانگوں سے ملا لے اس میں زیادہ پردہ ہے۔ ۱۲ (علوی) لہ عورتوں  
کے لیے (نماز میں) لباس کے ساتھ اور بلیا ایک بالشت یا زیادہ چھوٹے کے ساتھ پردہ  
کرنا اور اپنے بدن کو رجوع اور تہ میں لٹکا کر ٹانگوں سے بٹھانا اس قدر شروع ہے جو مردوں کیلئے  
آٹا نہیں ۱۳ لہ اور عورت سجدوں میں ٹھیک جائے اور اپنے پیش کو انوں سے لٹائے ۱۴

ف هیئتة المشقة مثله ای مثل الرجل غیر انہما تنفسہ ولا تفرج  
فخدیہا ولا عضدیہا وتكون متضعة منزوية فی جلسنہا و  
سجودہا وامرہا کلمہ لہ ام نودی منہاج میں (مرفق شافیر میں معتبر تن  
ہے) نکلتے ہیں، وتضع المرأة ومخشی لہ ثياب الدین احمد علی شافعی  
نہایت المحتاج میں منہاج کی اس عبارت مذکور پر لکھتے ہیں: فیضہ کل منہما  
بعضہ اتی بعض ولو فی خلوة فیما یشہر لہما فی تفریقہما من  
الفتنة من الرجال لک شرح اقناع (وہا بل کی معتد کتاب ہے) میں لکھتے ہیں:

والمرأة کالرجل فی ذلک لانہما تجمع ففسہما فی الركوع و  
السجود وجميع احوال الصلوة وتجلس مترتبة اولہ لک رجلہما  
عن یمینہما وهو افضل لانه غالب فذل عائشة واشیہ بجلستہ  
الرجل الحقی۔ اور دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر بیٹھنا رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وسلم بے تعدہ اخیر میں ثابت ہے جب مردوں کے واسطے اس کی ممانعت

لہ اور عورت صورت میں نماز کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ عورت سمٹ کر رہے  
اور اپنے بازو اور دائیں کو کشادہ نہ کرے بلکہ اپنے منہ کے اور بیٹھنے اور نماز کے  
سبب کمال میں مل کر رہے۔ عورت اور منٹ (نماز میں سمٹ کر رہیں) ۱۲۔ تنہ میں ہر ایک  
عورت اور منٹ (نماز میں اپنے بعض جسم کو بعض سے مائلے اگرچہ غفلت میں ہو۔ ظاہر ہی  
ہے اسلئے کہ جس جسم کو علیحدہ کرنے میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہے۔ ۱۲۔ عورت نماز  
میں مرد کی طرح ہے مگر عورت اپنے جسم کو رکوع اور منٹ اور تمام کے احوال میں اکٹھا کر کے رکھتے  
اور بیٹھنے کے وقت چوڑی مار بیٹھنے یا اپنے دونوں پاؤں کو اپنی داہنی طرف نکال کر  
بیٹھنے اور دیکھل مٹوں بہتر ہے اس لیے کہ انی عائشہ رضی اللہ عنہا کا اکثر یہی طریقہ تھا اور

نہیں تو عورتوں کے واسطے بسبب تہ کے بالاولی ممانعت نہیں۔ اور او دھشت  
غیر میں ابو حنیفہ سے مروی ہے: فاذا كان فی الرجلة اقصى دورک  
اليسرى الى الارض واخرج من ناحية واحدة لہ عرض کہ عورتوں کا  
انکسار و انحناس نماز میں عادیث و تعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرہ  
سے ثابت ہے اس کا منکر کتب حدیث و تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔  
واللہ اعلم۔

حورہ عبد الجبار بن عبد اللہ الغزوی عنی اللہ عنہما

فتاویٰ علما حدیث ص ۱۲۸، ۱۲۹ (فتاویٰ غزویہ ص ۲۴، ۲۵)

## مسئلہ نمبر ۲: منکے سر نماز پڑھنا

### مولانا محمد اسماعیل سلفی غیر مقلد کا فتویٰ

سوال: بدن پر کپڑے ہوتے ہوئے سر پر سے ٹوپی یا پٹائی اتار کر رکھ دینا  
اور کوئی عذر بھی نہ ہو اور ہمیشہ اس طرح نماز پڑھنا اگرچہ فرض نماز یا جماعت کچھ  
ہو اس کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟ کیا اس طرح جب علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صاحبزادے  
ثبوت ملتا ہے؟ اگر ملتا ہے تو عبارت مع صفحہ تحریر فرمادیں۔

مٹ منکے سر نماز پڑھنی افضل ہے یا سر ڈھانک کر، اگر سر ڈھانک کر  
پڑھنی افضل ہے تو اسکی دلیل پیش فرمائیے گا؟

(عبد اللہ خلیفہ جامع مسجد اہل حدیث ڈیرہ غازی خان)

لے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں طرف  
راکعہ سے راکعہ، شامہ سے شامہ، عطف سے اشارہ، اشارہ سے اشارہ کرتے ۱۲۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۵

الجواب : وباشاء التوفیق ! متذکرہ صدر سوال پر تین وجوہ سے فرمایا جاسکتا ہے۔ مطلق جواز اور اباحت کے لحاظ سے، یہ اقلیت بھی آنحضرت اور صحابہ کے عام عمل کے لحاظ سے، مدت حرمت اور عدم جواز کے لحاظ سے۔

نماز میں ستر مغلطہ و شرکاء کا ڈھانپنا بالاتفاق ضروری ہے ان میں سے اگر کوئی ضرر نکلا ہو تو نماز نہیں ہوگی اور ان اعضاء کا نکالنا شرعاً حرام ہے۔ بہرہ برہ حکم سے ضروری ہے، اِحْفَظْ عَوْنُكَ لَكَ اَلَمْ يَنْزِلْ رُوحُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ (رواہ الخمسة الاثنی عشر) یہی اور صلوات کے سوا اعضاء ہند بچنے کا کسی موقع نہ ہے۔

شوکانی فرماتے ہیں : والحق وجوب ستر العورة في جميع الاوقات اذ وقت قضاء الحاجة وقضاء الرجل الى اهله۔ ۱۵ (نبیل الاولاد ص ۱۱۲)

حدیث میں اہل علم مختلف ہیں۔ جہور ناف سے گھٹنا تک ڈھکنا ضروری سمجھتے ہیں بعض صرف ران ڈھانپنا واجب سمجھتے ہیں۔ امام احمد اور امام مالک سے ایک روایت میں آیا ہے : العورة القبل والظهر۔ (نبیل الاولاد ص ۱۱۲) غرض ستر کی جو حدیثی اہل علم کے نزدیک ہے اگر اسے ننگا رکھا جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ اعضاء ستر کو ویسے بھی ننگا رکھنا درست نہیں۔ نماز میں تو قطعاً حرام اور ناجائز ہو گا مگر چونکہ بالاتفاق اعضاء ستر میں نہیں اس لیے اگر کسی وقت ننگے سر نماز پڑھی جائے تو نماز بالاتفاق جائز ہوگی اس کے لیے نہ بحث کی ضرورت ہے نہ احادیث کی طول کی ضرورت، جس طرح کوئی پٹلی، پیٹ، پشت وغیرہ اعضاء ننگے ہوں تو نماز جائز ہے ستر ننگے بھی درست ہے لیکن اسے عادت نہیں بنانا چاہیے۔ امام اگر نماز کے بعد پاؤں آسمان کی طرف کھسے یا مقتدی کوئی ایسی حرکت کریں حدیث میں اس سے نکال دیا ثابت نہیں ہوگی لیکن عقل مندا ایسا کرنے سے

پرہیز کرے گا۔ ننگے سر کی عادت بھی قریباً اس نوعیت کی ہے۔ جواز کے باوجود ایسی عادات عقل و فہم کے خلاف ہیں بخلاف مندا اور متدین آدمی کو اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

آنحضرت، صحابہ کرام اور اہل علم کا طریق وہی ہے جواب تک مساجد میں تواتر اور بے ہمتی۔ کوئی مرفوع حدیث کسی میری نظر سے نہیں گزری جس سے اس عادت کا جواز ثابت ہو خصوصاً باجماعت فرائض میں بلکہ عادت مبارک یہی تھی کہ پورے لباس سے نماز ادا فرماتے تھے۔

امام بخاری فرماتے ہیں : باب وجوب الصلوة في الثياب وقول الله تعالى : خُذْ زِينَتَكَ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَمِنَ الصَّلَاةِ فَمَلْطَحَفًا قُوبًا وَاحِدًا يَذْكُرُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَرِّكْ وَلَوْ بِشُرْكَةٍ۔ فی اسنادہ قطر۔ الفتح۔ (مجمع بخاری مع فتح ملوہ مصر ص ۱۱۲) امام بخاری کا مطلب یہی ظاہر ہے کہ وہ فریض کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ اعضاء ستر ڈھانپنے کے علاوہ اچھے کپڑوں میں ادا کی جائے۔ عام ذہن کے لوگوں کو اس قسم کی احادیث سے غلطی لگی ہے کہ ایک کپڑے میں نماز ادا کی جائے تو ستر نکال رہے گا۔ حالانکہ ایک کپڑے کو اگر چہی طرح پٹیا جاتے تو ستر ڈھک جاسکتا ہے۔

اس ضمن میں کئی احادیث آئی ہیں، جابر بن عبد اللہ، سلمہ بن اکوع، عمر بن ابی لہلہ، طلق بن علی وغیرہ صحیح بخاری، سنن ابی داؤد وغیرہ دوادین سنن میں موجود ہیں تین کسی میں ستر نکالنے کا ذکر نہیں خصوصاً جس میں عادت اور کثرت عمل ثابت ہو، پھر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ صورت یا تو صرف اہلکار جو ان کے لیے ہے، یا کپڑوں کی کم یا لی کی وجہ سے یا حالانکہ اس سے جواز یا اباحت تو ثابت ہو سکتی ہے سنت یا استحباب ظاہر نہیں ہوتا حضرت ابوبکرؓ



ذیل قواعدوں نے سترہ کا کام تو پل سے لے لیا۔ ضرورت اور عذر سے سترنگار کھاجائے تو اس میں بحث نہیں۔ بحث اس میں ہے کہ نیشن اور عبادت کے طور پر نماز میں سترنگار کھانا کہاں تک درست نہیں ہے؟ ہاں غلطی نے شرح بخاری میں مختلف مذاہب کے ذکر میں تفصیل سے کام لیا ہے۔ ان کی بحث کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ ایک کپڑے میں درست ہے لیکن جب دوست ہو کپڑے ستر آسکیں تو پھر ایک پر اقتدار تحسن نہیں جائے گا ابن قتادہ مقدسی فرماتے ہیں: **الدلیل الثانی فی فضیلتہ و ہوانی بصلی فی ثوبین او اکثر فائدہ** اذا بلغ فی المستبری عن عمر رضی اللہ عنہ قال اذا وسع اللہ فامسوا۔ اھ (ملاحضہ) ابن قتادہ میں الفرج یعنی فضیلت اس میں ہے کہ دو یا دو سے زیادہ کپڑوں میں نماز ادا کرے کیونکہ اس میں ستر اور پردہ زیادہ ہے۔ حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے جب اللہ تعالیٰ مال میں دست فرمائیں تو آدمی کو دست سے کام لینا چاہیے اس کے بعد قسمی کا قول ذکر فرمایا ہے۔ **الثوب الواحد یجری والنشوان احسن والاربع اکمل** قمیص و سرویل وعدہ وازار۔ اھ (ابن قتادہ رحمہ اللہ) ایک کپڑا جو نماز کے لیے کافی ہے دو کپڑے بہتر ہیں چار ہوں تو نماز اور کامل ہوگی قمیص، پاجامہ، پگڑی اور انار۔ ان تمام گزارشات سے مقصد یہ ہے کہ سترنگار کھنے کی عادت اور بلا وجہ ایسا کرنا اچھا فعل نہیں یہ عمل فیشن کے طور پر روز بروز بدلتا رہتا ہے۔ یہ اور بھی نامناسب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پگڑی کے متعلق تنہیک کا رواج تھا، یعنی پگڑی کا ایک لپیٹ گردن کے نیچے سے باندھتے تھے آج کی عربی گڑیاں اور ہماری پگڑیاں اس وقت کی پگڑیوں سے وضع میں مختلف ہیں ایسی پگڑی کا اتارنا اور بھی مشکل معلوم ہوتا ہے۔ ولے تفصیل وقت آخر۔

حلیے یہ مسئلہ کتابوں سے زیادہ متل و فرست سے متعلق ہے اگر اس ضمن طیف سے طبیعت محروم نہ ہو تو نئے سر نماز ویسے ہی مکروہ معلوم ہوتی ہے۔ ضرورت اور اضطرار کا باب اس سے الگ ہے۔ والسلام

(فتاویٰ علامہ عبدالحق رحمہ اللہ ۲۸۷-۲۸۸ ج ۲)

تمت بالآخر

## ہماری مطبوعات

- |     |   |
|-----|---|
| 225 | 1. امام حنفیؒ پر اعتراضات کے جوابات               |
| 225 | 2. فقہ حنفی پر اعتراضات کے جوابات                 |
| 250 | 3. حقائق اللہ بکواب حقیت اللہ                     |
| 150 | 4. آداب عمری بکواب شیخ عمری                       |
| 30  | 5. سرور المصنفین فی تعمیر امت العیدین             |
| 30  | 6. چراغوں پر مسافر غیر مقلد علماء کی نظر میں      |
| 30  | 7. مساکین اور پو غیر مقلد علماء کی نظر میں        |
| 30  | 8. نئے سرے سے غیر مقلد علماء کی نظر میں           |
| 150 | 9. علماء اہل سنت کی تصنیفی خدمات                  |
| 225 | 10. ترجمان اصناف                                  |
| 250 | 11. تعارف فقہ                                     |
| 90  | 12. روکھات ترغاب                                  |
| 120 | 13. نظام اسلام یعنی ۲۵ مسائل                      |
| 600 | 14. مجموعہ مسائل مولانا محمد امین الداروی ۴ جلدیں |
| 120 | 15. مجموعہ مسائل مولانا رشید احمد گنگوہی          |
| 5   | 16. منزل  |
| 100 | 17. مجموعہ خاک                                    |
| 12  | 18. خاص خاص سوئیں اور ان کے لغات                  |
| 30  | 19. امام سرخانی                                   |
| 30  | 20. شہرہ ریقت مع کتب تصوف کا تعارف                |

ملنے کا پتہ

پریچی کتب خانہ محلہ گوہدر گڑھی نمبر ۱۸ کان نمبر C/36 کان گرد و گویا ہوا

فون نمبر 055-4445401